خطبہ جمعہ

رزق کی تنگی سے پراگندہ دل ہونا مومن کا کام، متقی کا شیوہ نہیں

فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اس حال میں فرمانبرداری اختیار کی جبکہ اس کا رزق صرف اس قدر ہو کہ جس میں بمشکل گزارہ ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت بخشی ہو

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت رازقیت اور رزّاقیت کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۱؍ جنوری ۲۰۰۲ء بمطابق ۱۱؍ صلح ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم-

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

آج بھی خدا تعالیٰ کی صفات رزّاق اور رازق کا مضمون جاری رہے گا اور ممکن ہے اگلے ایک دو خطبات میں بھی جاری رہے۔

سب سے پہلی سورۃ البقرہ کی ۲۱۳ ویں آیت ہے جس میں ذکر ملتا ہے کہ ﴿زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾۔ جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے دنیا کی زندگی خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے۔ اور یہ اُن لوگوں سے تمسخر کرتے ہیں جو ایمان لائے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا وہ قیامت کے دن ان سے بالا ہوں گے۔ اور اللہ جسے چاہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔

اس ضمن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: کافر جب کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اُسے اس کی جزا کے طور پر دنیا میں ہی کچھ دے دیا جاتا ہے مگر مومن کے نیک کام اللہ تعالیٰ اُس کے لئے قیامت کے دن کے لئے ذخیرہ کر دیتا ہے اور اس کی اطاعت کے بدلے اُسے دنیا میں بھی رزق عطا کرتا ہے۔

(مسلم۔ كتاب صفة القيامة)

حضرت عائذؓ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جسے اس رزق میں سے کچھ ملے، بغیر اس کے کہ اُس نے وہ مانگا ہو یا دل میں اس کی لالچ رکھی ہو تو اُسے چاہئے کہ وہ اس کے ذریعہ اپنے رزق کو وسعت دے۔ اور اگر اسے اس چیز کی حاجت نہ ہو تو اسے کسی ایسے شخص کی طرف بھیج دے جو اس چیز کا اس شخص سے زیادہ حاجت مند ہو۔ (مسند احمد بن حنبل۔ مسند البصريين)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"خدا رحیم ہے مگر وہ غنی اور بے نیاز بھی ہے۔ جب انسان اپنے ایمان کو استقامت کے ساتھ مدد نہ دے تو خدا (تعالیٰ) کی مدد بھی منقطع ہو جاتی ہے۔ بعض آدمی صرف اتنی سی بات سے دہریہ ہو جاتے ہیں کہ ان کا لڑکا مر گیا یا بیوی مر گئی یا رزق کی تنگی ہو گئی حالانکہ یہ ایک ابتلاء تھا جس میں پورا نکلتے تو انہیں اس سے بڑھ کر دیا جاتا اور رزق کی تنگی سے پراگندہ دل ہونا مومن کا کام، متقی کا شیوہ نہیں۔ یہ جو پراگندہ روزی ہیں پراگندہ دل کہتے ہیں، اس کے یہ معنے ہیں کہ جو پراگندہ دل ہو وہ پراگندہ روزی رہتا ہے۔ اوّل تو صادقوں کے سوانح دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے خود اپنے تئیں پراگندہ روزی بنا لیا"۔ یعنی خود ہی بنا لیا۔ "دیکھو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجر تھے، بڑے معزز۔ آنحضرت ﷺ پر ایمان لا کر سب کو دشمن بنا لیا۔ کاروبار میں بھی فرق آ گیا۔ یہاں تک کہ اپنے شہر سے بھی نکلے۔ یہ بات خوب یاد رکھو کہ سچی تقویٰ ایسی چیز ہے جس سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں اور کُل پراگندگیوں سے نجات ملتی ہے۔"

(بدر۔ جلد ۷۔ نمبر ۷۔ بتاریخ ۲۰؍ فروری ۱۹۰۸ء۔ صفحہ ۳)

اب سورۃ المائدہ کی آیت ۱۱۵: ﴿قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾۔ عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے اللہ ہمارے ربّ! ہم پر آسمان سے (نعمتوں کا) دستر خوان اتار جو ہمارے اوّلین اور ہمارے آخرین کے لئے عید بن جائے اور تیری طرف سے ایک عظیم نشان کے طور پر ہو اور ہمیں رزق عطا کر اور تُو رزق دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

حضرت سعدؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین ذکر وہ ہے جو پوشیدہ ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کر جائے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند العشرة المبشرين)

تو وہ رزق بہتر ہے جو کسی نے اپنی محنت سے کمایا ہو اور اس کو دکھاوے کے طور پر ظاہر نہ کرتا ہو اور پھر وہ کفایت کر جائے۔

مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے حضرت عطاءؒ بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ بن خطاب کی طرف کوئی چیز بطور عطیہ ارسال فرمائی تو حضرت عمرؓ نے وہ واپس بھجوا دی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے کیوں واپس بھیجا؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپؐ نے ہی ہمیں یہ نہیں بتایا کہ تمہارے لئے یہ بہتر ہے کہ تم کسی سے کوئی چیز نہ لو۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ حکم تو (کسی سے کوئی چیز) مانگنے کے بارے میں تھا۔ مگر جو چیز مانگے بغیر کسی کو ملے تو وہ ایک رزق ہے جو اللہ تعالیٰ اُسے دے رہا ہے۔ حضرت عمرؓ بن خطاب نے عرض کی: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مَیں کبھی کسی سے کوئی چیز نہ مانگوں گا اور اگر بغیر مانگے کوئی چیز میرے پاس آئی تو ضرور قبول کر لوں گا۔ (موطا امام مالک، كتاب الجامع)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:-

"﴿لِاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا﴾: اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس دُعا کا اثر حواریوں کے لئے نہیں تھا اور نہ مائدہ کوئی ایسی چیز ہے کہ صرف حواری ہی اس سے مستفیض ہوں گے بلکہ عام رزق مراد ہے جیسے کہ آگے خود تشریح کی ہے: ﴿وَارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾۔

﴿اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ﴾: یہاں علماء کی بحث ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا سُن کر وہ ڈر گئے۔ مگر میرے نزدیک یہ دعا کی گئی اور یقیناً قبول ہوئی۔ دیکھتے نہیں عیسیٰؑ کے نام لیوؤں کے پاس کتنا رزق ہے، کتنی دولت ہے۔ یہاں تک کہ دن میں کئی بار لباس تبدیل کرتے اور نئے سے نئے کھانے کی وجہ سے گویا ہر روز اُن کے ہاں عید ہوتی ہے۔ ﴿عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا﴾ کے لفظ کا اثر ہے۔" (ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۱۹؍ اگست ۱۹۰۹ء)

اب یہ سوچنے والی بات ہے کہ آج کل کی عیسائی دنیا کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا کہ کیوں ان پر اتنے رزق کی فراخی ہے حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہی تھی جو سورۃ مائدہ میں مذکور ہے جس کے نتیجہ میں ان کے آخرین کو بھی کثرت سے رزق عطا فرمایا گیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"صحابہ کرام کے نمونے ایسے ہیں کہ کُل انبیاء کی نظیر ہیں۔ خدا کو تو عمل ہی پسند ہیں"۔ یعنی صحابہ میں پرانے انبیاء کی شان ملتی ہے۔ ہر قسم کے نبیوں کے نمونہ پر کوئی نہ کوئی صحابی

موجود ہے۔"انہوں نے بکریوں کی طرح جان دیدی اور اُن کی مثال ایسی ہے جیسے نبوت کی ایک ہیکل آدم سے لے کر چلی آتی تھی اور سمجھ نہ آتی تھی مگر صحابہ کرام نے چمکا کر دکھلادی اور بتلادیا کہ صدق اور وفا اسے کہتے ہیں.......... قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ حواریوں کو عیسیٰ علیہ السلام کی صداقت پر شک تھا جبھی تو مائدہ مانگا اور کہا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا تاکہ تیرا سچا اور جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزولِ مائدہ سے پیشتر اُن کی حالت نَعْلَمَ کی نہ تھی۔ پھر جیسی بے آرامی کی زندگی انہوں نے بسر کی اس کی نظیر کہیں نہیں پائی جاتی۔ صحابہ کرام کا گروہ عجیب گروہ قابل قدر اور قابل پیروی گروہ تھا۔ ان کے دل یقین سے بھر گئے ہوئے تھے۔ جب یقین ہوتا ہے تو آہستہ آہستہ اوّل مال وغیرہ دینے کو جی چاہتا ہے۔ پھر جب بڑھ جاتا ہے تو صاحبِ یقین خدا کی خاطر جان دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔"

(البدر۔ جلد ۲۔ نمبر ۵۔ بتاریخ ۲۰/فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۵)

اب سورۃ انفال کی آیت ۲۷: ﴿وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ اور یاد کرو جب تم بہت تھوڑے تھے (اور) زمین میں کمزور شمار کئے جاتے تھے (اور) ڈرا کرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اُچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں پناہ دی اور اپنی نصرت سے تمہاری تائید کی اور تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا تاکہ تم شکر گزار بنو۔

ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ فلاح پا گیا جس نے اس حال میں فرمانبرداری اختیار کی جبکہ اس کا رزق صرف اس قدر ہو کہ جس میں بمشکل گزارہ ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت بخشی ہو۔ (ترمذی، کتاب الزھد)

اب یہ ہمارے تجربہ میں ہے کہ بہت سے احمدی بھی ایسے ہیں جو بہت ہی غربت میں گزارہ کرتے ہیں اور پھر بھی چندے ادا کرتے ہیں کیونکہ وہ قناعت کرنے والے ہیں اور تھوڑا سا رزق کمانے کے باوجود اسی میں سے بچاتے ہیں۔ میرے اپنے تجربہ میں یہ بات آئی ہے ایک دفعہ سفر کے دوران ایک سٹیشن پر ہم اترے تو ایک بہت ہی غریب آدمی نے، جو ظاہر تھا کہ غریب آدمی ہے کچھ پیسے جمع کر کے چندہ کے طور پر دے دئے اور ایک بہت امیر آدمی کے ہاں دعوت تھی جس کا چندہ کچھ نہیں تھا۔ تو میں نے اس سے کہا کہ میں تمہارے ہاں روٹی نہیں کھاؤں گا میں اس غریب کے ہاں کھاؤں گا۔ کیونکہ اس نے اپنے پیسے میں سے خدا کی خاطر پیش کیا ہے تو جو بھی ہو غریبانہ لقمہ وہ میرے لئے بہتر ہے۔ یہ میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ حقیقت میں وہ لوگ رزق میں سے محنت کر کے کماتے ہیں اور بچت کر کے پھر چندے دے دیتے ہیں ان کے چندے تو ناقابل یقین حد تک زیادہ ہوتے ہیں۔ کہنے کو چند پیسے ہیں مگر ہوتے بہت زیادہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی کتب میں چند آنے، پیسے دینے والوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اب جو اس کثرت سے لاکھوں کروڑوں مل رہے ہیں یہ انہی پیسوں کی برکت ہے اس لئے خواہ مخواہ اپنے دل میں متکبر نہیں ہونا چاہئے کہ ہمارے زمانہ میں اتنی رقم اور اتنے اموال قربان کئے جاتے ہیں۔ یہ سارے انہی پیسوں کی برکت ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں غرباء نے قربانی کے طور پر دئے تھے۔

سورۃ ھود آیت نمبر ۷: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا. كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾۔ اور زمین میں کوئی چلنے پھرنے والا جاندار نہیں مگر اس کا رزق اللہ پر ہے وہ اس کا عارضی ٹھکانہ بھی جانتا ہے اور مستقل ٹھہرنے کی جگہ بھی، ہر چیز ایک کھلی کتاب میں ہے۔

پھر ہے ﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا. اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ. وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (العنکبوت: ۶۱) اور کتنے ہی زمین پر چلنے والے جاندار ہیں جو اپنا رزق نہیں اٹھائے پھرتے۔ اللہ ہی ہے جو انہیں رزق عطا کرتا ہے اور تمہیں بھی اور وہ خوب سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"ایک زمیندار اس نکتہ کو خوب سمجھتا ہے کہ غلّہ کے حصول کے لئے زمین کی کاشت اور پھر اس میں تخم ریزی اور آب رسانی کی ضرورت ہے۔ اور وہ باوجود اللہ تعالیٰ کو خیر الرازقین جاننے اور مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (کوئی جانور نہیں مگر کہ اس کا رزق اللہ کے ذمّے ہے) پر ایمان لانے کے محنت کرتا اور ان اسباب سے کام لیتا ہے۔ ایک بیوقوف سے بیوقوف شخص بھی مانتا ہے کہ آنکھیں بند کرلیں تو زبان سے نہیں دیکھ سکتے اور مَشک کا منہ اگر کھول دیں تو ضرور ہے کہ پانی سے خالی ہو جائے۔ غرض یہ تو سب جانتے ہیں کہ سلسلہ اسباب کا مسبّبات سے وابستہ ہے اور ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ ہے اور خدا تعالیٰ کے قواعد و ضوابط اٹل ہیں۔ مگر بڑے تعجب کی بات ہے کہ بایں ہمہ لوگ دین میں بداعمالی و نیک اعمالی کے نتائج سے غافل ہیں اور جنت کو بغیر کسی صالح عمل اور ایمانِ صحیح کے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دین کے بارہ میں اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (اللہ بخشنہار ہے) اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اللہ ہر چیز پر قادر ہے) پڑھنے میں بڑے دلیر ہیں۔ (تشحیذ الاذہان۔ نمبر ۲)۔ یعنی اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ بخش دے گا تو بخش دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں: "﴿كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ﴾ ہجرت کرتے ہوئے یہ فکر کہ خرچ کا کیا حال ہوگا اس کے جواب میں فرماتا ہے مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہو"۔ ہجرت کرتے ہوئے یہ فکر کہ خرچ کیا ہوگا۔ اس میں مہاجرین بھی شامل ہیں جو ہمارے آج کل کے زمانہ کے ہیں وہ نیک دل مہاجرین بھی جو ہجرت کرتے ہیں اور توکل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود ہی خرچ کا انتظام فرما دے گا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہو۔ "دیکھو وہی جانور جو گھونسلے میں کچھ نہیں رکھتے وہ بھی آخر سفر کی مشقت اٹھاتے ہیں، کاوش کرتے ہیں، محنت سے ابتغاء فضل کرتے ہیں"۔

پھر ایک اور جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "﴿اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ﴾ مہاجرین کے رزق کا بھی اللہ متکفل ہے، جانور گھر سے کچھ ساتھ لے کر نہیں چلتے مگر محنت ضرور کرتے ہیں۔ پس مہاجرین کو ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا جائز نہیں"۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "اگر خدا سے کوئی روٹی مانگے تو کیا نہ دے گا۔ اس کا وعدہ ہے ﴿مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾۔ کتے بلّی بھی تو اکثر پیٹ پالتے ہیں اور کیڑوں مکوڑوں کو بھی رزق ملتا ہے"۔

(البدر۔ جلد ۲۔ نمبر ۴۔ بتاریخ ۱۳/فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۸)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:-

"زمین پر کوئی بھی ایسا چلنے والا نہیں جس کے رزق کا خدا آپ متکفل نہ ہو۔"

(ست بچن۔ صفحہ ۸۵)

سورۃ ھود آیت ۸۹: ﴿قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا. وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ. اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ. وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ. عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ﴾۔ اس نے کہا اے میری قوم! مجھے بتاؤ تو سہی کہ اگر میں اپنے ربّ کی طرف سے ایک روشن حجت پر قائم ہوں اور وہ مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ رزق عطا کرتا ہے (پھر بھی کیا میں وہی کروں جو تم چاہتے ہو)۔ جبکہ میں کوئی ارادہ نہیں رکھتا کہ جن باتوں سے تمہیں منع کرتا ہوں خود میں وہی کرنے لگ جاؤں۔ میں تو صرف حسبِ توفیق اصلاح چاہتا ہوں۔ اور اللہ کی تائید کے سوا مجھے کوئی مدد حاصل نہیں۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف جھکتا ہوں۔

ابو تمیم جیشانی روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم اللہ پر توکل کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو وہ ضرور تم کو ویسے ہی رزق عطا کرے گا جیسے پرندوں کو رزق عطا کرتا ہے۔ پرندے خالی پیٹ صبح جاتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس آجاتے ہیں۔

(ابن ماجہ کتاب الزہد)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ﴿رَزَقَنِیۡ مِنۡہُ﴾ کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مَیں بد معاملگی نہیں کرتا"۔ اپنے متعلق فرما رہے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ﴿رَزَقَنِیۡ مِنۡہُ﴾ مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے رزق عطا فرمایا ہے۔ "مَیں بد معاملگی نہیں کرتا یعنی دین میں دھوکہ نہیں کرتا پھر بھی مجھے خدا نے اپنی جانب سے بہت عمدہ رزق دے رکھا ہے۔ تم کیوں ﴿وَلَا تَنۡقُصُوا الۡمِکۡیَالَ وَالۡمِیۡزَانَ﴾ (ھود:۸۵) پر عمل نہیں کرتے۔ میری مثال سے ظاہر ہے کہ حصول رزق ماپ تول کی کمی پر موقوف نہیں"۔

(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۳۷۲، ۳۷۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور اس کو راضی کرنے کے لئے جو شخص ہر ایک بدی سے بچتا ہے اس کو متقی کہتے ہیں .... اللہ تعالیٰ تو متقی کے لئے وعدہ کرتا ہے کہ ﴿مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا﴾ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے لئے تقویٰ اختیار کرتا ہے تو ہر مشکل سے اللہ تعالیٰ اس کو رہائی دے دیتا ہے۔ لوگوں نے تقویٰ کے چھوڑنے کے لئے طرح طرح کے بہانے بنا رکھے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جھوٹ بولے بغیر ہمارے کاروبار نہیں چل سکتے اور دوسرے لوگوں پر الزام لگاتے ہیں کہ اگر سچ کہا جائے تو وہ لوگ ہم پر اعتبار نہیں کرتے۔ پھر بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ سُود لینے کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ ایسے لوگ کیونکر متقی کہلا سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ تو وعدہ کرتا ہے کہ مَیں متقی کو ہر ایک مشکل سے نکالوں گا اور ایسے طور سے رزق دوں گا جو گمان اور وہم میں بھی نہ آ سکے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: جو لوگ ہماری کتاب پر عمل کریں گے، اُن کو ہر طرف سے اوپر سے اور نیچے (سے) رزق دوں گا۔ پھر فرمایا ہے کہ ﴿فِی السَّمَآءِ رِزۡقُکُمۡ﴾ جس کا مطلب یہی ہے کہ رزق تمہارا تمہاری اپنی محنتوں اور کوششوں اور منصوبوں سے وابستہ نہیں، وہ اس سے بالاتر ہے۔ یہ لوگ ان وعدوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ جو شخص تقویٰ اختیار نہیں کرتا، وہ معاصی میں غرق رہتا ہے اور بہت ساری رکاوٹیں اس کی راہ میں حائل ہو جاتی ہیں۔"

(البدر۔ جلد ۳۔ نمبر ۲۵۔ بتاریخ یکم جولائی ۱۹۰۴ء)

سورۃ ابراہیم آیت ۳۳: ﴿اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ۔ وَسَخَّرَ لَکُمُ الۡفُلۡکَ لِتَجۡرِیَ فِی الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِہٖ وَسَخَّرَ لَکُمُ الۡاَنۡھٰرَ﴾۔ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی اتارا، پھر اس کے ذریعہ کئی پھل نکالے (جو) تمہارے لئے رزق کے طور پر (ہیں)۔ اور تمہارے لئے کشتیاں مسخر کیں تاکہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلیں۔ اور تمہارے لئے دریاؤں کو مسخر کر دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک روز، جبکہ آپ کا روئے مبارک (ملک) شام کی طرف تھا، یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: اے اللہ! ان کے دلوں کو (ہماری طرف) موڑ دے۔ پھر آپؐ نے عراق کی طرف رُخ کیا اور ایسی ہی دعا کی۔ پھر آپؐ نے ہر اُفق کی طرف رُخ کر کے یہی دعا مانگی اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ ارۡزُقۡنَا مِنۡ ثَمَرَاتِ الۡاَرۡضِ وَ بَارِکۡ لَنَا فِیۡ مُدِّنَا وَ صَاعِنَا۔ یعنی اے اللہ! ہمیں زمین کے ثمرات میں سے رزق عطا فرما اور ہمارے لئے ہمارے مُدّ اور صاع میں برکت ڈال دے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند المکثرین)

حضرت علامہ فخر الدین رازی سورۃ ابراہیم کی اس آیت میں سے ﴿فَاَخۡرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ "اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پھلوں کو اس لئے نکالا ہے کہ وہ ہمارے لئے بطور رزق کے ہوں اور اس سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مکلف مخلوق کو خیر اور نفع پہنچانے کی غرض سے ان پھلوں کو پیدا کیا ہے کیونکہ احسان اسی وقت احسان بنتا ہے جب احسان کرنے والا احسان کئے جانے والے کو نفع پہنچانے کی غرض سے کوئی فعل کرتا ہے۔ (تفسیر کبیر رازی)

اب روزانہ ہر احمدی غریب ہو یا امیر ہو کچھ نہ کچھ پھل اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق کے طور پر کھاتا ہے اور پھل کھاتے وقت سوچتا بھی نہیں ہے کہ یہ پھل کس طرح پیدا ہوا، کس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے مٹی میں سے اگایا اور ایک ہی پانی سے وہ درخت پانی پلایا گیا اور پھر طرح طرح کے پھل اس میں لگتے ہیں تو یہ حیرت انگیز نظام ہے اگر اس پر غور کرو تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتنی شان ہے کس شان سے ہمیں رزق عطا فرمایا ہے، ہر پھل جو انسان استعمال کرتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے رزّاق ہونے کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

سورۃ النحل: ﴿وَاللّٰہُ فَضَّلَ بَعۡضَکُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ فِی الرِّزۡقِ فَمَا الَّذِیۡنَ فُضِّلُوۡا بِرَآدِّیۡ رِزۡقِھِمۡ عَلٰی مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُھُمۡ فَھُمۡ فِیۡہِ سَوَآءٌ۔ اَفَبِنِعۡمَۃِ اللّٰہِ یَجۡحَدُوۡنَ﴾ (النحل:۷۲)۔ اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض دوسروں پر رزق میں فضیلت بخشی ہے۔ پس وہ لوگ جنہیں فضیلت دی گئی وہ کبھی اپنے رزق کو ان کی طرف جو ان کے ماتحت ہیں اس طرح لوٹانے والے نہیں کہ وہ اس میں ان کے برابر ہو جائیں۔ پھر کیا وہ (اس) حقیقت کے جاننے کے باوجود اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی کسی ایسے شخص کو دیکھے جسے جسمانی نشوونما اور رزق کے لحاظ سے اس پر فضیلت دی گئی ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے سے کم حیثیت والے کی طرف (بھی) نظر کرے۔ ایسا کرنا اس بات کے زیادہ قرین قیاس ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ہونے والی نعماء کی ناقدری نہ کر بیٹھے۔ (ترمذی۔ کتاب اللّباس)

اب رسول اللہ ﷺ نے یہ ایک بہت عظیم الشان اور عمدہ اصول بیان فرمایا ہے۔ ہر غریب اور کمزور آدمی سے غریب تر اور کمزور آدمی بھی کوئی نہ کوئی ہو گا بجائے اس کے کہ صرف اوپر کی طرف کو دیکھے کہ کون مجھ سے زیادہ اچھا ہے اور اس کے نتیجہ میں اس کے دل میں حسد پیدا ہو وہ اگر اپنے سے کم تر کو دیکھے تو جذبۂ شکر پیدا ہو گا کہ الحمد للہ مَیں اس سے ہر لحاظ سے بہتر ہوں۔

سنن ابن ماجہ کتاب التجارۃ۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنس کو بازار میں لانے والے کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہوتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔ کتاب التجارات)۔

اب یاد رکھیں کہ ذخیرہ اندوزی کر کے رزق کی قیمت بڑھانا بہت بڑا گناہ ہے اور کئی لالچی اور حریص لوگ اس غرض سے، سندھ میں میرا تجربہ ہے تھرپارکر کے علاقہ میں کہ، دانے زمین میں دفن کر دیا کرتے تھے کہ جب بہت مہنگے ہو جائیں گے تو پھر ہم ان کو سود پر دیں گے۔ اور جتنا وہ غریب ہندو سارا سال اس علاقہ میں کماتے تھے وہ ان پرانے دانوں کی نذر ہو جایا کرتا تھا اور سود پھر چڑھ جاتا تھا۔ تو یہ ذخیرہ اندوزی سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ جتنا رزق ہے اس کو بازار میں پھینک دو اور جو بھی قیمت ہے اس سے وصول کرو۔ جب مہنگائی ہو گی، رزق کم ہو گا تو خود بخود سب برابر کا Suffer کریں گے۔ اس لئے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ رزق کو روک کر اس کی قیمت بڑھانا جائز نہیں۔

حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عثمان بن عفان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبح کی نیند رزق سے محروم کر دیتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند العشرۃ المبشرین)

اب یہ بھی ایک بہت بڑی حکمت کی بات ہے کہ صبح جو دیر تک سوتے ہیں وہ رزق سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ صبح کے وقت جلدی اٹھنے کی عادت سے رزق میں بہت برکت پڑتی ہے۔ اب جب ہم صبح سیر پہ جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ کوڑا اٹھانے والے لوگ بھی اٹھ کے صبح صبح محنت کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ نہ ہوں تو ہمارے گھر کوڑا کرکٹ سے بھر جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ایسا ہے جو ہر حال میں ہم پر نازل ہو رہا ہے اور ہم اس پر غور نہیں کرتے۔ پس غور اور فکر کیا کرو کہ خدا تعالیٰ نے یہ کتنا کاروبار جاری فرمایا ہے جس کے نتیجہ میں ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر قسم کی مشکل سے رہائی ملی ہوئی ہے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے رزق کیسے عطا کیا اس کی چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں، اور ایسا رزق عطا فرمایا جس سے پہلے بطور الہام بھی اطلاع کر دی گئی تھی۔

۹؍مئی ۱۸۸۴ء کو نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر کے نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا:-

"حضرت خداوند کریم کی قبولیت کی ایک یہ نشانی ہے کہ بعض اوقات آپ کی توجہات کی مجھ کو وہ خبر دیتا رہا ہے اور پرسوں کے دن بھی ایک عجیب بات ہوئی کہ ابھی آں مخدوم کا منی آرڈر نہیں پہنچا تھا اور نہ خط پہنچا تھا کہ ایک منی آرڈر آپ کی طرف سے برنگ زرد مجھ کو حالت کشفی میں دکھلایا گیا۔ اور پھر آں مخدوم کے خط سے اس عاجز کو بذریعہ الہام اطلاع دی گئی اور آپ کے مافی الضمیر سے اور خط کے مضمون سے مطلع کیا گیا۔ اس میں یہ پیرایہ الہامی عبارت بطور حکایت آں مخدوم کی طرف سے یہ بھی فقرہ تھا: میرے خیال میں یہ آپ کی توجہ کا اثر ہے۔ چنانچہ یہ خط کا مضمون اور مافی الضمیر کا منشاء تین ہندوؤں اور بہت سے مسلمانوں کو بھی بتلایا گیا۔ ازاں بعد آں مخدوم کا منی آرڈر اور خط بھی آ گیا۔"

(الحکم۔ جلد ۳۔ نمبر ۳۴۔ بتاریخ ۲۳/ستمبر ۱۸۹۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو رزق دیا جاتا تھا اللہ تعالیٰ پہلے اس سے مطلع کر دیا کرتا تھا۔ یہ روز مرہ کا کام تھا اور صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک طرح کا رزق اللہ ہی سے ملتا ہے مگر خصوصی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق عطا کرنے کا انتظام ہوتا تھا۔

"بتاریخ ۶؍ستمبر ۱۸۸۳ء روز پنجشنبہ: خداوند کریم نے عین ضرورت کے وقت میں اِس عاجز کی تسلّی کے لئے اپنے کلام مبارک کے ذریعہ سے یہ بشارت دی کہ بست و یک روپیہ آنے والے ہیں۔ چونکہ اس بشارت میں ایک عجیب بات یہ تھی کہ آنے والے روپیہ کی تعداد سے اطلاع دی گئی اور کسی خاص تعداد سے مطلع کرنا ذاتِ غیب دان کا خاصہ ہے کسی اَور کا کام نہیں ہے۔ دوسری عجیب بر عجیب یہ بات تھی کہ یہ تعداد غیر معہود طرز پر تھی کیونکہ قیمت مقررہ کتاب سے اِس تعداد کو کچھ تعلق نہیں۔" یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب کی قیمت جو تھی اس کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے یہ اس کے علاوہ تھا۔ "پس اِنہیں عجائبات کی وجہ سے یہ الہام قبل از وقوع بعض آریوں کو بتلایا گیا۔ پھر 10/ستمبر 1883ء کو تاکیدی طور پر سہ بارہ الہام ہوا کہ بست و یک روپیہ آئے ہیں۔ جس الہام سے سمجھا گیا کہ آج اِس پیشگوئی کا ظہور ہو جائے گا۔ چنانچہ ابھی الہام پر شاید تین منٹ سے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہوگا کہ ایک شخص وزیر سنگھ نامی بیمار دار آیا اور اُس نے آتے ہی ایک روپیہ نذر کیا۔ ہر چند علاج معالجہ اِس عاجز کا پیشہ نہیں اور اگر اتفاقاً کوئی بیمار آجاوے تو اگر اس کی دوا یاد ہو تو محض ثواب کی غرض سے للّٰہ فی اللہ دی جاتی ہے لیکن وہ روپیہ اُس سے لیا گیا۔ کیونکہ فی الفور خیال آیا کہ یہ اُس پیشگوئی کی ایک جُز ہے"۔ یعنی اکیس میں سے ایک۔ "پھر بعد اس کے ڈاکخانہ میں ایک اپنا معتبر بھیجا گیا اس خیال سے کہ شاید دوسری جُز بذریعہ ڈاکخانہ پوری ہو۔ ڈاکخانہ سے ڈاک منشی نے جو ایک ہندو ہے، جواب میں یہ کہا کہ میرے پاس صرف ایک منی آرڈر پانچ روپیہ کا جس کے ساتھ ایک کارڈ بھی نتھی ہے، ڈیرہ غازیخان سے آیا ہے، سو ابھی تک میرے پاس روپیہ موجود نہیں، جب آئے گا تو دوں گا۔ اس خبر کے سننے سے سخت حیرانی ہوئی اور وہ اضطراب پیش آیا جو بیان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ یہ عاجز اِسی تردّد میں سر بزانو تھا اور اِس تصور میں تھا کہ پانچ اور ایک مل کر چھ ہوئے۔ اب اکیس کیونکر ہوں گے۔ یا الٰہی یہ کیا ہوا۔ سو اسی استغراق میں تھا کہ یکدفعہ یہ الہام ہوا: بست و یک آئے ہیں، اس میں شک نہیں۔ اِس الہام پر دو پہر نہیں گزرے ہوں گے کہ اُسی روز ایک آریہ کہ جو ڈاک منشی کے پہلے بیان کی خبر سُن چکا تھا، ڈاکخانہ میں گیا اور اُس کو ڈاک منشی نے کسی بات کی تقریب سے خبر دی کہ دراصل بست روپیہ آئے ہیں اور پہلے یونہی منہ سے نکل گیا تھا جو مَیں نے پانچ روپیہ کہہ دیا۔ چنانچہ وہی آریہ بیس روپیہ معہ ایک کارڈ کے جو منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کی طرف سے تھا، لے آیا۔ اور معلوم ہوا کہ وہ کارڈ بھی منی آرڈر کے کاغذ سے نتھی نہ تھا اور نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ روپیہ آیا ہوا تھا۔ اور نیز منشی الٰہی بخش صاحب کی تحریر سے جو بحوالہ ڈاکخانہ کے رسید کی تھی، یہ بھی معلوم ہوا کہ منی آرڈر ۶؍ستمبر ۱۸۸۳ء کو یعنی اُسی روز جب الہام ہوا، قادیان پہنچ گیا تھا۔ پس ڈاک منشی کا سارا املاء انشاء غلط نکلا اور حضرتِ عالم الغیب کا سارا بیان صحیح ثابت ہوا۔ پس اِس مبارک دن کی یادداشت کے لئے ایک روپیہ کی شیرینی لے کر بعض آریوں کو بھی دی گئی۔ فَالْحَمْدُلِلّٰہِ عَلَی الآئِہٖ وَنُعَمَآئِہٖ ظَاھِرِھَا وَبَاطِنِھَا۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اوّل۔ صفحہ ۶۲۴ تا ۶۲۶)

۴؍نومبر ۱۸۹۸ء کو حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کے نام اپنے مکتوب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:-

"آج ۴؍نومبر ۱۸۹۸ء میں خواب میں مجھ کو دکھلایا گیا کہ ایک شخص روپیہ بھیجتا ہے۔ مَیں بہت خوش ہوا اور یقین رکھتا تھا کہ آج روپیہ پچاس آئے گا۔ چنانچہ آج ہی ۴؍نومبر ۱۸۹۸ء کو آپ کا روپیہ پچاس آگیا۔ فالحمد للہ وجزاکم اللہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روپیہ بھیجنا درگاہِ الٰہی میں قبول ہے۔" (از مکتوبات بنام ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب)

۲۷؍جولائی ۱۹۰۳ء:-

"خواب میں مَیں نے دیکھا کہ ایک شخص گویا چراغ یا فجّا گورداسپور سے آیا ہے اور اس کے پاس کچھ روپے اور کچھ پیسے ہیں۔ اور کہتا ہے کہ یہ بقیہ چندہ گورداسپور سے لایا ہوں۔ مَیں نے ایک برتن میں وہ روپے پیسے جمع کرا دیئے تو معلوم ہوا کہ بہت سے پیسے ہیں۔ مَیں نے چاہا کہ یہ چندہ کا روپیہ ہے، اس کو گن لیں۔ جب مَیں گننے لگا تو وہ تمام پیسے کشمش کی شکل پر ہو گئے ہیں۔"

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ صفحہ ۱۳)

"اُعْطِیْتُمْ کُلَّ نَعِیْمٍ تُرْزَقُوْنَ مِنْ فَوْقِکُمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ"۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے ۳۰؍اپریل ۱۹۰۴ء کا۔ ترجمہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے یہ ہے: تمہیں ہر قسم کی نعمتیں دی گئی تھیں۔ اوپر سے بھی رزق ملے گا اور تمہارے پاؤں کے نیچے سے بھی۔

اب آج کے اس مختصر خطبہ میں یہی مضمون ہے اور ابھی یہ رازق اور رزّاق کا مضمون آئندہ بھی جاری رہے گا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ایک خطبہ میں یا دوسرے خطبہ میں یہ مضمون ختم ہو۔

پس ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو حسب حال بہت رزق عطا فرمائے اور ایسی طرح رزق عطا فرمائے جو اس کا وہم و گمان بھی نہ ہو کیونکہ رزق کی تنگی کے خطوط بہت آتے ہیں اور مَیں تو سوائے عاجزی سے دعا کرنے کے اور کچھ بھی چارہ نہیں رکھتا، تکلیف ہوتی ہے بعض لوگوں کی غربت پر، جہاں تک توفیق ملے ان کی غربت دور کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے مگر غربت بہت زیادہ پھیلی ہوئی ہے اور ناممکن ہے کہ ہم باوجود خواہش کے سب غربت کو دور کر سکیں۔ پس دعا کریں اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کی اور غیر احمدیوں کی بھی غربت دور فرمائے اور جماعت کو توفیق عطا فرمائے کہ غربت کے خلاف ایک عالمی جہاد کرے۔